رہائشی آبادیوں میں گلیوں اور سڑکوں کی تعمیر و مرمت، بجلی و گیس اور ٹیلی فون کی فراہمی، نیز ٹیوب لائٹوں کی تنصیب کے کام مکمل ہوجائیں گے۔ قومی اسمبلی کے رکن اور اقلیتی اُمور کے سابق وزیر ڈاکٹر روفن جولیس نے فرانسس آباد میں ۷۵ لاکھ روپے کی لاگت سے اہالیانِ علاقہ کو سوئی گیس کی فراہمی کے منصوبے کے افتتاح کے موقع پر تقریب کے دوران میں ان خیالات کا اظہار کیا۔ (پندرہ روزہ شاداب، لاہور - ۱۶ تا ۳۱ اگست ۱۹۹۵ء)

یورپ

اسپین: شمالی افریقہ کے "مہمان مزدوروں" سے تبشیری رابطہ

Pulse نے اطلاع دی ہے کہ گزشتہ سال جولائی اور اگست میں جنوبی یورپ میں کام کرنے والے شمالی افریقہ کے مسلمانوں تک بائبل کا پیغام پہنچانے کے لیے ۴۰ سے زائد ایونجلیکل گروہوں نے مشترکہ پروگرام میں حصّہ لیا۔ جولائی - اگست میں بالعموم لوگ تعطیلات مناتے ہیں اور شمالی افریقہ کے مہمان مزدور اپنے عزیزوں سے ملنے وطن جاتے ہیں۔ جنوبی یورپ کے مختلف شہروں سے یہ لوگ پہلے جنوبی اسپین کے ساحلی شہروں تک آتے ہیں اور وہاں سے سمندر عبور کرتے ہوئے اپنے ممالک میں داخل ہوتے ہیں۔ ایونجلیکل گروہوں نے تین ساحلی شہروں میں ان مسلمانوں میں مسیحی لٹریچر تقسیم کیا۔ "عہد نامۂ جدید" کے ایک لاکھ سے زائد نسخے ان مسلمانوں کو دیے گئے۔ بربری اور عربی زبانوں میں "حضرت عیسیٰ" پر بنائی گئی فلم کے ریڈیو کیسٹ بھی تقسیم کیے گئے۔

آرلنگٹن (ٹیکساس - ریاست ہائے متحدہ امریکہ) کی "بیپٹسٹ" ٹیم کے رابطہ کار جناب رابرٹس نے بتایا کہ اگرچہ آغاز میں لوگوں میں دُوری پائی جاتی تھی مگر "جب تم اُن کے ساتھ چلتے ہو اُنہیں کسی قدر جان لیتے ہو تو پُرجوش اور کشادہ دل ثابت ہوتے ہیں۔" "عرب ورلڈ منسٹریز" کے جناب ولیم سال نے کہا کہ مسلمانوں سے اس طرح رسائی گزشتہ بیس سال سے جاری ہے اور یہ "رسائی" مراکشی مزدوروں میں انجیل سے آگاہی پیدا کرنے کا بے مثال موقع فراہم کرتی ہے۔

متفرّق

ماضی کے گناہوں کی معافی مانگی جارہی ہے۔

ماضی میں کیے گئے گناہوں کے اقرار اور ان سے توبہ کی لہر پوری مسیحی دُنیا میں آئی ہوئی ہے۔ آج جن گناہوں کا اقرار کیا جا رہا ہے، اِن میں سے کچھ صدیوں یا کم از کم بیسیوں برس پرانی نسل پرستانہ برائیاں ہیں۔ اس لہر کا آغاز پوپ سے ہوا ہے جو چاہتے ہیں کہ تیسرے ہزارہ (۲۰۰۱ء-۳۰۰۰ء) کے آغاز سے پہلے کیتھولک مسیحی اُن سیکڑوں جرمنوں کے سامنے کُھلے عام اپنی تاریخی زیادتیوں سے توبہ کرتے جو حال ہی میں نازی دور کے مظالم پر اظہارِ معذرت کرنے کے لیے نیدرلینڈز میں جمع ہوئے۔

آئندہ سال ایسٹر کے موقع پر فرانس میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک لوگ جمع ہوں گے اور القدس جانے والے اُس راستے کے ساتھ ساتھ تقریبات کا ایک سلسلہ شروع کریں گے جو قرونِ وسطیٰ کے صلیبی جنگ جوؤں نے اختیار کیا تھا۔ ان تقریبات کا مقصد اُن ہزاروں مسلمانوں کے انجام پر پشیمانی اور افسوس کا اظہار کرنا ہے جنہیں یورپی جنگجوؤں نے مسیح کے نام پر موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔

لوتھرن مسیحیوں نے اپنے چرچ کے بانی مارٹن لوتھر کے سامیت مخالف نظریات پر تأسف کا اظہار کیا ہے۔ نیوزی لینڈ کے ہزاروں مسیحی ماوریوں کے خلاف اپنے جرائم کے اقرار کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اِسی طرح ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لوگ اُن میدانوں میں کفارے کی دعائیں مانگ رہے ہیں جہاں سفید فام نوآباد کاروں نے مقامی انڈین آبادی کو بے دردی سے ختم کر دیا تھا۔ جاپانی مسیحی تو وہ اقدام کر رہے ہیں جس پر جاپانی حکومت کام کی بات نہیں کرتی یعنی وہ پرل ہاربر پر حملے کے لیے معافی کے خواستگار ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سب سے بڑے گروہ یعنی جنوبی ریاستوں کے بیپٹسٹوں (Southern Baptists) کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سیاہ فام ہم وطنوں سے باقاعدہ معافی مانگیں گے، کیوں کہ اُنھوں نے غلامی کے نظام کی تائید کی تھی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ، ہجوم در ہجوم ماضی کے گناہوں کا اقرار اور اِن پر تأسف کا اظہار کیوں کر رہے ہیں؟ جب کہ مختلف گروہوں کے درمیان نہ کوئی باہمی تعلق ہے اور نہ وہ اپنی سرگرمیوں میں ربط پیدا کرتے ہیں۔ گناہوں کی معافی مانگنے کے رواں عمل میں جو مسیحی رہنما شامل ہیں، وہ صورت حال کے کئی اسباب بیان کرتے ہیں۔ مختلف نسلوں اور لسانی گروہوں کے درمیان پیدا ہونے والے وسیع تر تعلق اور میل ملاپ کا نتیجہ ہے کہ ماضی کی تلخ یادوں کو ختم کر دینے کی کوششوں میں تیزی آئی ہے۔ مسیحیوں